إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

احمد غلام قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ: الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۵؎ ششماہی للعہ سہ ماہی ۱/۱

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۴ — مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۵ء — یوم شنبہ — مطابق ۸ صفر ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

حضرت اُم المومنین رض کو بھی صحت ہے۔

۲۵ اگست ۱۹۲۵ء کو بعد نماز عصر مستری محمد موسیٰ صاحب مع ایک انجنیئر صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور اس لائٹ ریلوے کا نقشہ پیش کیا جسے بٹالہ سے سری گوبندپور تک چلانے کی تجویز ہے۔ اس سکیم پر حضور نے مختلف سوالات کئے اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔

سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی جو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ولائت گئے ہوئے تھے ۲۴ اگست قادیان پہنچے۔ اور ۲۵ کو سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔

۲۷ اور تا ۲۸ اگست حسب ذیل احباب تشریف لائے:۔ حافظ امام الدین صاحب گوجرانوالہ سے۔ میاں محمد علی صاحب محمد اسمٰعیل صاحب میاں عبد اللہ صاحب ڈیرہ بابو والہ سے۔ ملک مولا بخش صاحب ڈاکٹر رشید احمد صاحب مع عیال امرتسر سے۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سیدوالہ سے۔ مولوی احمد یار صاحب وادی کھوکھر۔ میاں علی احمد صاحب بٹالہ سے۔ ماسٹر فضل احمد صاحب لاہور سے۔ صوفی محمد ابراہیم ...

نامۂ لنڈن

(نوشتہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے مبلغ)

مکرمی محبی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبوت کے متعلق ایک جرمن پروفیسر سے گفتگو

پچھلے دنوں جب میں برلن گیا تھا۔ تو وہاں کے بڑے بڑے مستشرقین سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ایک پروفیسر جو برلن کالج میں قرآن شریف اور حدیث پڑھاتے ہیں۔ اور عربی خوب جانتے ہیں۔ ایک رسالہ عربی اور جرمن زبان میں ایڈیٹ کرتے ہیں۔ ان سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ سلسلہ کے حالات سنائے اور تبلیغ کی۔ چونکہ مجھے جرمن نہیں آتی۔ اسلئے عربی میں گفتگو ہوئی۔ میں نے ان سے سوال کیا۔ کہ آپ قرآن و حدیث پڑھاتے ہیں۔ اپنے خیالات اور عقائد کو الگ رکھتے ہوئے کیا مجھے یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ نبوت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جاری ہے یا نہیں؟ اس نے جواب دیا۔ ھی جاریۃ وواجبۃ یعنے ضرور جاری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب کی ضرورت

جس طرح لنڈن میں برٹش میوزیم ... لائبریری سب سے بڑی ہے۔ اسی طرح برلن میں بھی ایک سب سے بڑی لائبریری ہے۔ میں اور مولوی مبارک علی صاحب وہاں گئے تا یہ معلوم کریں۔ کہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں بھی وہاں موجود ہیں یا نہیں۔ لائبریرین سے ملے۔ وہ بھی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں عربی کے۔ ان سے بھی عربی میں ہی گفتگو ہوئی۔ سلسلہ کے حالات بتا کر تبلیغ بھی کی۔ اور کتب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا۔ ہاں ہمارے پاس کتابیں ہیں۔ میں نے کہا کیا میں دیکھ سکتا ہوں۔ انہوں نے فہرست نکال کر میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے دیکھا۔ کہ برلن میں ہمارے خلاف جو دو رسالے چھپے تھے۔ وہ وہاں موجود ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ تو ہمارے خلاف ہیں۔ ہمارے

سلسلہ کی تو کوئی بھی کتاب نہیں۔ جب ہمارے خلاف رسالے موجود ہیں۔ تو ہماری کتابیں بھی موجود ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا۔ آپ بھیج دیں۔ میں نے کہا آپ تحریری درخواست کریں۔ چنانچہ انہوں نے میرے آنے کے بعد باقاعدہ خط لکھ کر درخواست بھیجی۔ مگر افسوس بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کے سبب اب تک انگریزی کتابیں بھی نہیں بھیجی جا سکی ہیں۔ نہ جواب دیا گیا ہے۔ پہلے پروفیسر صاحب نے بھی کتابیں دیکھنے کے لئے کہا تھا۔ چونکہ برلن بھی ایک بڑا علمی مرکز ہے اس لئے میں اپنے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ جو صاحب خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اس غرض کے لئے دے سکیں۔ وہ خاکسار کے پاس بھیجدیں تا ان دونوں صاحبوں کو بھیجدی جائیں۔ صرف عربی کتب کی ضرورت ہے۔ لائبریری کے لئے تو ساری عربی کی کتابیں چاہئیں ؛

ریویو انگریزی مفت

دوسرا اعلان میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہاں ایک دوست نے ریویو کے ۲۰ خریداروں کی قیمت دینے کا وعدہ کیا ہے پس جو صاحب خود ریویو نہ خرید سکتے ہوں اور ان کو اس کے پڑھنے کا شوق ہو۔ وہ اپنی درخواستیں اپنی جماعت کے سکرٹری کی معرفت خاکسار کے پاس بھیجدیں۔ اگر غیر احمدی دوست جو مستحق ہوں درخواست کریں تو انکو ترجیح دیجائیگی۔ سب کی درخواست لوکل احمدیہ جماعت کے سکرٹری صاحب کی معرفت مع مکمل پتہ پر آنی چاہئیں ؛

Abdur Rahim. M. A
The Mosque 63 Melrose Road
London. S.W.18

جماعت احمدیہ روہڑی کا کامیاب جلسہ

(تار بنام الفضل)

سکرٹری انجمن احمدیہ روہڑی (سکھر) کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے ؛

"۲۳ اگست ۱۹۲۵ء کو یہاں کی انجمن نے ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا۔ مقامی مسلمانوں نے بعض دوسرے اشخاص کی مدد سے جو خود دلچسپی رکھتے ہیں ہر طرح کی روک پیدا کرنی چاہی۔ مگر بفضلہ تعالیٰ نمایاں طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔ علاقہ سندھ کے احمدیوں کے علاوہ بھی اطراف و جوانب سے شرکت جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ مقامی ہندو اور مسلمانوں کی بھی ایک خاصی تعداد جلسہ میں شریک ہوتی رہی۔ عوام پر اس جلسہ کا اچھا اثر ہوا اور بہت سے لوگ مزید تبادلہ خیالات کے متمنی ہوئے ذیل کے احباب نے تقریریں فرمائیں

ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب۔ محمد بریل صاحب سندھی مولوی فضل کریم صاحب سندھی۔ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری بابو اکبر علی صاحب۔ مسٹر کرم الدین۔

جلسہ کی مفصل روئداد بذریعہ چٹھی ارسال کی جائیگی۔"

نامہ دمشق

تبلیغ فرداً فرداً کی جارہی ہے۔ یہاں چار قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک صوفی مشرب مشائخ ہیں۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سنکر صحیح صحیح کہتے جاتے ہیں۔ دوسرے مشائخ جو ہندوستانی ملاؤں کی طرح کے ہیں تیسرے نئے تعلیم یافتہ نوجوان۔ یہ ہمارے خیالات کو نہایت توجہ سے سنتے ہیں۔ اور ان کو ملنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ طبقہ زیادہ تر سیاست کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور ان کے اور مشائخ کے درمیان کچھ کشمکش بھی ہے چوتھا طبقہ جہلاء کا ہے۔ فی الحال ہمارے زیر تبلیغ زیادہ تر تیسرا طبقہ ہے۔ یہ لوگ دین سے بالکل غافل ہیں۔ نمازیں وغیرہ شرعی اعمال بجا لانے والے چند مخصوص لوگ ہی ہیں۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ایک دوست ایک اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے پہلے بھی سلسلہ کی کتب دیکھی ہوئی تھیں۔ اب بھی شاہ صاحب نے تبلیغ کی اور کشتی نوح وغیرہ سے تعلیم سنائی۔ اس پر انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے جماعت میں داخل کرلیں۔ مگر نمازیں میں ابھی نہیں پڑھ سکتا۔ صرف صبح کی نماز پڑھا کرتا ہوں۔ انہیں کہا گیا فی الحال آپ اس امر میں اور غور کریں۔ اور شرائط بیعت یہ ہیں۔ اور تعلیم یہ ہے۔ جو اس پر چل سکے وہ احمدی ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب کا ایک شاگرد جس نے جرمنی میں تعلیم حاصل کی تھی۔ کہنے لگا میں آپ کے سب باتوں کو مانتا ہوں۔ مگر پرانا عقیدہ جو ماں باپ سے سنتے آئے ہیں۔ اس کے دل سے نکالنے کے لئے کچھ وقفہ چاہیئے اب وہ مصر چلا گیا ہے۔ شیخ محمود احمد صاحب مبلغ مصر کا پتہ دیدیا گیا ہے۔ ان حالات میں تمام جماعت احمدیہ سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار جلال الدین از دمشق ؛

دریائے راوی میں طغیانی
نائب تحصیلدار کی جانفشانی

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر منٹگمری کی تار موصول ہونے پر کہ دریائے راوی سخت طغیانی پر ہے اور نہایت خطرے کا احتمال ہے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب احمدی نائب تحصیلدار اوکاڑہ انسداد کے واسطے دریا کے ساحلی مواضعات کی طرف روانہ ہوئے۔ ذیلدار۔ نمبردار و کارکنان کو ہمراہ لیکر مواضعات گوگیرہ۔ فیروز۔ بوجیاں۔ دلو و ٹو۔ سوہنا پردکا وغیرہ میں گشت لگا کر لوگوں کی خبرگیری کرکے ان کو مناسب ہدایات دیں۔ ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء بوقت ۵ بجے دن جبکہ چوہدری صاحب دریا کے کنارے گشت لگا رہے تھے موضع دلو ڈوٹو و سوہنا پردکا کے قریب دریا کے اندر آواز سنائی دی۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے مسکونہ لوگ بوجہ سیلاب دریا ڈوبنے والے ہیں۔ نائب تحصیلدار نے آناً فاناً گردونواح کے مواضعات سے تیراک مردمان کو فراہم کرکے حکم دیا کہ فوراً دریا میں تیر کر ان کی جان بچانی چاہیئے جب تیراک آدمیوں نے خطرہ بتلا کر معذرت کی۔ تو معاً افسر مذکور خود دریا میں کود پڑا جس کو دیکھ کر مردمان حاضرہ نے تقلید کی۔ کشتی منگوانے کے واسطے ایک سوار دوڑایا گیا۔ موقعہ پر پہنچ کر چارپائیوں کو جمع کرکے ان کے نیچے گھڑے باندھکر توبے کی صورت بنا کر بیس آدمیوں بچوں تیس بکریوں بھیڑیں گائے بھینسوں کو غرقابی سے بچایا۔ ان کو محفوظ جگہ پر مقیم کرکے ان کی رہائش اور ضروریات کا سامان مہیا کرا کے ہر قسم کا آرام ان کو بہم پہنچایا۔ یہاں کی پبلک نائب تحصیلدار صاحب موصوف کی اس دلی ہمدردی اعلیٰ خیر خواہی اور جانفشانی پر ان کے اوصاف حمیدہ کی ثناخوان ہو کر انکو مبارکباد دیتی ہے ؛ (نامہ نگار)

خریداران بیرون ہند توجہ سے پڑھیں

چونکہ ہم دو مرتبہ خطوط بھیج چکے ہیں۔ اس لئے ان خریداران الفضل بیرون ہند کے نام آیندہ پرچہ نہیں بھیجا جائیگا۔ جن کا چندہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۴ء کو ختم ہو چکا ہے۔ آیندہ ہفتے جن اصحاب کو الفضل نہ ملے۔ وہ یہی سمجھ لیں۔ کہ انکی قیمت ختم ہے ؛ (مینجر الفضل۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۹ اگست ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

حامیانِ قتلِ مرتد کے دلائل پر نظر

مولوی شبیر احمد صاحب کی پیش کردہ آیت

(نمبر ۲۵)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

جب مولوی شبیر احمد صاحب نے دیکھا۔ ان کا یہ خیال کہ مرتد کو توبہ کا موقعہ دینا چاہیئے۔ خود ان کے اپنے قائم کردہ اصل کے خلاف ہے اور تمام حامیانِ قتلِ مرتد کے مسلمہ اصول کے مخالف۔ تو انہوں نے اپنے اس مضحکہ خیز استدلال کی بے ہودگی کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ کرنے کے لئے یہ حیلہ تراشا۔ کہ بعض اقسام مرتدین کے بھی ایسے ہیں۔ جن کے متعلق علماء کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ سچی اور خالص توبہ کے باوجود بھی ان کو قتل کر دیا جائے۔

اول تو مولوی صاحب کا فرض یہ تھا کہ قتل مرتد کے متعلق جو اصل انہوں نے پیش کیا تھا۔ کہ مرتد کو توبہ کا موقعہ دیا جائے۔ اگر توبہ کرے۔ تو فبہا۔ ورنہ قتل کیا جائے اس اصولی مسئلہ کی تائید میں قرآن شریف سے کوئی آیت پیش کرتے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایک ایسی تفسیر پیش کی۔ جو ان کے قائم کردہ اصل کے بالکل اُلٹ ہے

دوم۔ اگر مولوی صاحب اصول چھوڑ کر کسی شاذ اور استثنائی صورت کی پناہ ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ تو وہ کوئی ایسی مثال پیش کریں جو

(۱) خالص ارتداد کی صورت ہو۔ کسی اور چیز کی آمیزش اس میں نہ پائی جائے۔ (کیونکہ یہی امر ہمارے زیر بحث ہے)

(۲) اس مثال میں یہ بھی ضروری ہو۔ کہ مرتد کو توبہ کا موقعہ دیا جائے۔ اور توبہ کی تلقین کی جائے۔ تاکہ فتوبوا الی بارئکم کے الفاظ بھی اس مثال پر چسپاں ہو سکیں +

(۳) اس مثال میں یہ بھی ضروری ہو۔ کہ وہ مرتد سچے دل سے توبہ کرے۔ اور اس امر کا کوئی شک اور شبہ نہ ہو کہ وہ منافقانہ طور پر توبہ کر رہا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کا آیت زیر بحث میں ذکر ہے۔ انہوں نے حسب اقرار مولوی صاحب سچی توبہ کی۔ اور سچے دل سے وہ اپنی غلطی پر نادم ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ قبول کی ٭

(۴) اس مثال میں یہ بھی ضروری ہو۔ کہ باوجود سچی توبہ اور مخلصانہ ندامت اور پوری پشیمانی کے پھر بھی ایسے لوگوں کا جو اسلام کے لئے ائمہ کہلاتے ہیں۔ اس کے متعلق تمام طور پر یہ فتوےٰ ہو۔ کہ اسکو قتل کیا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فتوےٰ ہو کہ ایسا مقتول اُخروی عذاب سے بچایا جائے گا۔ کیونکہ جن مرتدین کا آیت زیر بحث میں ذکر ہے۔ ان میں حسب بیان مولوی صاحب یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔

(۵) یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ایسی ایک آدھ مثال نہ ہو بلکہ کئی اقسام کے مرتدین ہوں۔ جن میں یہ سب شرطیں پائی جاتی ہوں۔ اور پھر بھی وہ ائمہ اسلام کے نزدیک واجب القتل ہوں۔ اور پھر جنتی بھی۔ کیونکہ انہی شرائط کے ساتھ یہ آیت اس تفسیر کے ماتحت جو مولوی صاحب نے اس آیت کی کی ہے۔ ایسی مثالوں پر چسپاں ہو سکتی ہے۔

اس جگہ یہ بھی غیر مناسب نہ ہو گا کہ ہم بعض بڑی بڑی تفاسیر کی طرف بھی رجوع کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ ان تفاسیر کی رو سے مولوی صاحب کے اس خیال کی کہاں تک تائید ہوتی ہے۔ اور آیا مفسرین بھی اس قتل کو ویسا ہی قتل قرار دیتے ہیں۔ جو مرتد کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ اور آیا ان کے نزدیک بھی مسلمان اس امر میں موسوی شریعت کے پابند ہیں۔

تفسیر کبیر بحوالہ روح البیان جلد ۱ صفحہ ۹۲

وقال فی التفسیر الکبیر ولیس المراد تفسیر التوبۃ بقتل النفس بل بیان توبتہم لاتتم ولا تحصل الا بقتل النفس وانما کان کذالک لان اللہ تعالیٰ اوحی الی موسیٰ ان توبۃ المرتد لاتتم الا بالقتل۔ یعنے تفسیر الکبیر میں لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں یہ مراد نہیں۔ کہ قتل نفس کے ذریعہ توبہ کی تفسیر کی گئی ہے۔ بلکہ یہاں یہ بیان ہے۔ کہ ان کی توبہ اسی وقت پوری ہو سکتی ہے۔ اور حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ نفس کو قتل کیا جائے۔ اور یہ بات اس طرح اس لئے تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی۔ کہ مرتد کی توبہ تب ہی مکمل ہوتی ہے۔ جبکہ اسے قتل کیا جائے ٭

اس تفسیر کے رُو سے یہ آیت حامیان قتل مرتد اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ قتل توبہ کا ایک جزو سمجھا جاتا تھا۔ اور ایک قسم کا کفارہ تھا۔ مگر مرتد کے لئے جو قتل ہمارے مولوی صاحبان تجویز کرتے ہیں۔ وہ ارتداد کا کفارہ نہیں ہے۔ اور نہ وہ توبہ کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس قتل کو اس قتل سے حسب بیان تفسیر مذکور کوئی مناسبت نہیں +

پھر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے :-

فقتل منہم سبعون الفا فکان من قتل شہیدا ومن بقی مغفورۃ ذنوبہ واوحی الی موسیٰ انی ادخل القاتل والمقتول الجنۃ ہذا علی روایۃ ان القاتل من المجرمین علی ان معنی فاقتلوا انفسکم لیقتل بعض المجرمین بعضا فالقاتل ہو الذی بقی من المجرمین بعد نزول امر الکف عن القتل۔

روی ان الامر بالقتل من الامر بالقتل من الاغلال التی کانت علیہم وہی المواثیق اللازمۃ لزوم الغل ومن الاصر وہو الاعمال الشاقۃ کقطع الاعضاء الخاطئۃ وغیرہا فہذہ الامور رفعت عن ہذہ الامۃ تکریما للنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"تب بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ اور جو لوگ مارے گئے۔ وہ سب شہید تھے۔ اور جو باقی رہ گئے۔ ان کے گناہ بخش دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ کہ ہم قاتل و مقتول دونوں کو جنت میں داخل کرینگے۔ یہ معنے اس روایت پر مبنی ہیں کہ قاتل مجرمین میں سے تھے۔

اور اس صورت میں فاقتلوا انفسکم کے یہ معنے ہونگے - کہ مجرمین میں سے بعض دوسرے مجرموں کو قتل کر دیں - اور جب قتل سے رُکنے کا حکم آگیا - تو اسوقت جو باقی رہ گئے - وہ قاتل ہوئے " اور یہ بیان کیا گیا ہے - کہ قتل کا حکم ان طوقوں میں سے ایک طوق تھا - جو بنی اسرائیل کے گلے پڑے ہوئے تھے - یعنے وہ پختہ اقرار جو ان سے اس طرح سے چمٹے ہوئے تھے - جس طرح طوق گلے سے چمٹا ہوا ہوتا ہے - اور یہ حکم ان بوجھوں میں سے ایک بوجھ تھا - جو ان پر ڈالے گئے تھے - یعنی اعمال شاقہ مثلاً ایسے اعضاء کا کاٹ ڈالنا جن کے ساتھ گناہ کیا جائے - اور یہ امور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعزاز کی خاطر اس اُمت پر سے اُٹھا لئے گئے ہیں "

اس تفسیر کے رو سے بھی یہ آیت قتل مرتد کے حامیوں کے لئے کچھ مفید نہیں ہے - کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ جن کو قتل کیا گیا - وہ شہید ہوئے - اور یہ کہ یہ قتل ان اعمال شاقہ اور ان بھاری بوجھوں میں سے ہے - جو پہلی امتوں پر ڈالے گئے - اور جو امت محمدیہ پر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعزاز کی خاطر اٹھا دئے گئے ہیں - پس یہ آیت اس تفسیر کے رو سے بھی قتل مرتد کے سوال سے کوئی تعلق نہیں رکھتی - کیونکہ بیان مذکورہ کے مطابق یہ قتل اور ہی رنگ کا قتل تھا - جو اب منسوخ ہو چکا ہے - اور امت محمدیہ میں اب یہ حکم جاری نہیں ہے -

اسی طرح روح البیان جلد ا صفحہ ۹۵ میں فاقتلوا انفسکم کے ایک اور معنے بھی لکھے ہیں - اور وہ یہ ہیں - فاقتلوا انفسکم بقمع الھوی لان الھویٰ ھو حیاۃ النفس و بالھوی ادعی فرعون الربوبیۃ و عبد بنو اسرائیل العجل - یعنی اپنے نفسوں کو اپنی نفسانی خواہشوں کے قلع قمع کے ذریعہ قتل کرو - کیونکہ نفسانی خواہشیں نفس کی جان ہیں - اور اپنی نفسانی خواہشوں کی وجہ سے فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور انہی خواہشوں کی وجہ سے بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش کی *

انہی معنوں کی تائید مفردات راغب کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے - قیل عنی بقتل النفس اماطۃ الشھوات - یعنے ایک قول یہ بھی ہے کہ قتل نفس سے مراد شہوات کا مٹانا ہے - ان معنوں کے رو سے تو قتل کا سوال ہی اُٹھ جاتا ہے - اور مولوی صاحب کا "ایضاح اور تصریح" سب بالائے طاق دھرے رہ جاتے ہیں -

مولوی شبیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں کسی اور معنی کی گنجائش ہی نہیں - مگر پہلے لوگ اس آیت کے اور معنے لکھ چکے ہیں - جن کے رُو سے قتل کا سوال ہی باقی نہیں رہتا - اور مولوی صاحب کی ساری تحدی خاک میں ملجاتی ہے -

پھر فتح البیان جلد ا صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے :-

فاقتلوا انفسکم ای اجعلوا القتل متعقبا للتوبۃ تماماً لھا

یعنے فاقتلوا انفسکم کے یہ معنے ہیں کہ قتل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو - یہ وہی معنے ہیں - جو اوپر لکھے جا چکے ہیں - اور مولوی صاحب کے استدلال کو باطل کرتے ہیں *

پھر بحر المحیط جلد ا صفحہ ۲۰۸ میں لکھا ہے :-

وانظر ای لطف اللہ بھذہ الملۃ المحمدیۃ اذ جعل توبتھا فی الاقلاع عن الذنب والندم علیہ والعزم علی عدم المعاودۃ الیہ -

یعنے دیکھو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر کیسا لطف فرمایا ہے کہ ان کے لئے توبہ صرف یہی ہے کہ وہ گناہ سے باز آ جائیں - اور اس پر پشیمان ہوں - اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کرلیں کہ پھر اس کا ارتکاب نہیں کرینگے -

پھر لکھا ہے :- فیہ ثلاثۃ اقوال الاول الامر بقتل النفس الثانی الاستسلام للقتل والثالث التذلیل للاھواء - یعنے اس بارہ میں تین قول ہیں - اول یہ کہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے نفسوں کو قتل کر دیں - دوم یہ کہ قتل کے لئے اپنے تئیں حوالہ کر دینا - سوم خواہشات کو دبا دینا -

پھر لکھا ہے :- وقیل توبوا الیہ من افعالکم واقوالکم وطاعاتکم واقتلوا انفسکم فی طاعاتہ وقتل النفس عما دون اللہ دعن اللہ بالفراغ من طلب الجزاء حتی ترجع الی اصل العدم ویبقی الحق کما لم یزل (بحر المحیط جلد ا صفحہ ۲۰۹) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکے یہ معنے ہیں کہ اپنے افعال - اقوال اور طاعات کے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو - اور اپنے نفسوں کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں فنا کر دو - اور اپنے نفس کا قتل کر دینا ماسوی اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سے اس طور پر کہ طلب جزاء سے فارغ ہو جائے - یہاں تک کہ اصل عدم کی طرف لوٹ آئے - اور حق ہی حق باقی رہ جائے - جیسا کہ وہ ہمیشہ سے ہے "

یہ تمام تفاسیر مولوی شبیر احمد صاحب کے استدلال کا ابطال کر رہی ہیں - اور ان میں سے ایک بھی نہیں - جو مولوی صاحب کے لئے کچھ بھی سہارے کا موجب ہو - کیونکہ اول تو قتل نفس کے معنے ہی نفسانی خواہشوں کا مٹانا لکھا ہے - اور جب ان الفاظ کو ظاہری قتل کے معنے میں لیا گیا ہے تو اسکو توبہ کا قائمقام قرار دیا گیا ہے - اور اس قتل کا نام شہادت رکھا ہے - اور لکھا ہے کہ پہلی اُمتوں پر اس قسم کے بوجھ ڈالے گئے تھے - اور امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ رحم کیا ہے کہ ان پر ایسے بوجھ نہیں ڈالے - اور ان کے لئے سچی توبہ پر اکتفا کیا گیا ہے - اب مولوی صاحب خود فرمائیں کہ یہ تفاسیر ان کے استدلال کی تائید کرتی ہیں یا تردید *

یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ سامری کو قتل کی سزا نہیں دی گئی - بلکہ اسے زندہ رہنے دیا گیا ہے - صرف اسکے ساتھ میل جول بند کر دیا گیا ہے - اگر سامری کو قتل کی سزا دی جاتی - تب بیشک مولوی صاحب کا کہیں ہاتھ پڑ سکتا تھا - کیونکہ اس کی نسبت یہ ثابت نہیں کہ وہ تائب ہوا ہو - بلکہ اس کے جواب سے جو حضرت موسیٰ ؑ کو اس نے دیا - پایا جاتا ہے - کہ اس نے کسی پشیمانی کا اظہار نہیں کیا - پس اگر اسکو قتل کیا جاتا - تو مولوی صاحب کہہ سکتے تھے کہ دیکھو سامری تائب نہ ہوا - اور اسکو ارتداد کی سزا میں قتل کیا گیا - لیکن یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے - جو تائب ہوتے ہیں - انکو حسب تفسیر مولوی صاحب قتل کیا جاتا ہے - اور جو تائب نہیں ہوتا - اور جو سب سے زیادہ مجرم ہے - اسکو چھوڑ دیا جاتا ہے - اس سے مولوی صاحب مرتدین کے متعلق اگر کوئی استدلال کر سکتے ہیں - تو یہ کر سکتے ہیں - کہ مرتد اگر توبہ کرے - تو اسے قتل کر دو - اور اگر توبہ نہ کرے تو اُسے چھوڑ دو - یہ استدلال اگر مولوی صاحب کے مفید مطلب ہے تو بے شک ان کو اجازت ہے - کہ وہ ایسا استدلال کریں - مگر وہ کسی صورت میں اس آیت سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے - کہ مرتد اگر توبہ کرے تو اسے چھوڑ دو - اور اگر توبہ نہ کرے - تو اُسے قتل کر دو -

مولوی صاحب نے اپنی طرف سے اس بارے میں پیش بندی کرنے کی پوری کوشش کی ہے - وہ سامری کے قتل نہ کئے جانے کی ایک وجہ تجویز فرماتے ہیں - مگر افسوس کہ قرآن شریف ان کو کہیں ٹھہرنے نہیں دیتا - جو سہارا وہ پکڑتے ہیں - قرآن شریف اسے گرا دیتا ہے - مولوی صاحب اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ کیوں سامری کو جو اس شرارت کا بانی تھا قتل نہیں کیا گیا - فرماتے ہیں :-

" سامری اس شرارت کا ایسا ہی بانی تھا - جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین قصہ افک کا بانی اور الذی تولی کبرہ کا مصداق اعظم تھا - مگر حسب روایات صحیحہ اس پر حد قذف جاری نہ کی گئی - حالانکہ حضرت حسان بن ثابت وغیرہ مومنین پر حد قذف جاری ہوئی - حقیقت یہ ہے کہ منافقین سب سے بڑھکر شرارتیں کرتے ہیں لیکن اپنے نفاق کی وجہ سے دنیا میں قانونی گرفت سے اپنے کو بچاتے رہتے ہیں - جھوٹ بولنے اور بات بنا دینے میں انکو کوئی باک نہیں ہوتا - ساری کارروائی کر کے بھی قانونی زد سے اپنے کو بچا لیتے ہیں "

مولوی صاحب نے بات تو اچھی بنائی ہو - مگر افسوس یہ عذر یہاں چل نہیں سکتا - اور مولوی صاحب حق کی زد سے اپنے کو بچا نہیں سکے - اگر عبداللہ بن ابی اپنے تئیں قانونی زد سے بچانے میں کامیاب ہوا - تو سامری اپنے تئیں نہیں بچا سکا - کیونکہ اس کے خلاف تمام قوم نے شہادت دی کہ گو سالہ پرستی کا بانی مبانی سامری ہی ہے - چنانچہ آتا ہے :-

(بقیہ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲)

ایک خط اور اس کا جواب

سکندر آباد سے ایک غیر احمدی صاحب نے حسب ذیل خط تحریر فرمایا ہے :-

"جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان - السلام علیکم -
یکم اگست ۱۹۲۵ء کا اخبار اور ۲۸ جولائی کا ایک پرچہ اتفاق سے نظر سے گذرے - ایک میں "غازی مصطفےٰ کمال پاشا کابت" اور دوسرے میں "چودھویں صدی کے مولوی" کے عنوانوں کے ماتحت دل آزار باتیں لکھی گئی ہیں - اگر کوئی جواب دینے والا اس کا جواب یہ دے تو حق بجانب ہوگا - "قادیانی بھائی جب مسیح موعود کا بت کاغذ پر (تصویر) نصب کرتے ہیں - تو ترک اگر ترکی میں غازی موصوف کا بت نصب کریں - تو کیا گناہ ہوا - جب امیر امان اللہ خاں والئے کابل نے چند خائن بے ایمان اور بدکرداروں کو توپ سے اڑا دیا - تو آپ نے "حق بحق دار رسید" کہا - جواب دینے والا اگر مولوی نعمت اللہ وغیرہ کی سنگساری کو "حق بحق دار رسید" کہے - تو کیا برا ہوگا -"

چونکہ اس خط کا جواب عام دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے - اس لئے بذریعہ اخبار دیا جاتا ہے :-

غازی کمال پاشا کا بُت

امر اوّل کے متعلق گذارش ہے - کہ جن علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوٹو پر جو مذہبی اغراض کے لئے بنوایا گیا تھا - اعتراض کیا اور اسے شریعت اسلام کے خلاف قرار دیا تھا - وہ اس بت گری پر کیوں خموش ہیں - اور کیوں کوئی فتویٰ نہیں دیتے - اگر ان کے نزدیک یہ کوئی گناہ نہیں - بلکہ جائز ہے - تو حضرت مسیح موعود کے فوٹو پر انہوں نے کس منہ سے اعتراض کیا تھا - کیا وہ اب اس اعتراض کو واپس لینے کے لئے تیار ہیں - صاحب مکتوب کو اپنے علماء سے یہ بات دریافت کر لینی چاہیئے - اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی پوچھ لینا چاہیئے - کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا بت نصب کرنا گناہ تو نہیں -

علماء کابل سے امیر صاحب کابل کا سلوک

امر دوم کے متعلق عرض ہے - کہ مولوی نعمت اللہ خاں صاحب شہید کی سنگساری کو حق بحق دار رسید کہنے میں برا یہ ہوگا - کہ الفضل میں تو ان ملاؤں کو توپ سے اڑانے پر "حق بحق دار رسید" کہا گیا ہے - جنہیں آپ خود بھی خائن - بے ایمان اور بدکردار کہہ رہے ہیں - لیکن مولوی نعمت اللہ خاں صاحب اور دوسرے احمدی شہیدوں کا سوائے اس کے کوئی قصور نہ تھا - کہ وہ کابلی ملاؤں کے غلط اور جھوٹے عقائد کے ساتھ اتفاق نہ رکھتے تھے - اور اس وجہ سے قتل کرنا اسلام کے قطعاً خلاف ہے - جیسا کہ الفضل میں ثابت کیا جا رہا ہے -

پھر اگر ہمارا امیر صاحب کابل کے اس سلوک کے متعلق جو انہوں نے اپنے علماء سے کیا - یہ کہہ دینا کہ "حق بحق دار رسید" صاحب خط کے نزدیک دل آزار ہے - تو ان علماء کو خائن - ملعون - بدکردار - علماء سوء - ابلیس وغیرہ کہنے اور بالآخر توپ سے اڑا دینے کے متعلق ان کا کیا ارشاد ہے - ہم نہیں سمجھتے حق بحق دار رسید کہنے میں دل آزاری کی بات ہی کونسی ہے - کیا امیر صاحب کابل نے ان ملاؤں سے جو سلوک کیا - وہ ان کی بدکرداریوں کے لحاظ سے جائز اور درست نہیں - اگر درست ہے - تو اس کے متعلق یہی کہا جائے گا - کہ حق بحق دار رسید - ہاں اگر جائز نہیں بلکہ ظلم اور ستم ہے - تو پھر کہا جا سکتا ہے - کہ ہمارے اس فقرہ سے ان لوگوں کی دل آزاری ہوئی ہے - جو ان ملانوں کے ہوا خواہ اور ہمدرد ہیں - کیا خط لکھنے والے صاحب انہی لوگوں میں سے ہیں -

مندرجہ بالا خط میں ہماری جن باتوں کو دل آزار قرار دیا گیا ہے - ان کی ہم نے وضاحت کر دی ہے - اور امید ہے - صاحب مراسلہ نے اگر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا - تو وہ ضرور اپنی یہ رائے تبدیل کر لیں گے - کہ ان میں کسی کی دل آزاری کی گئی ہے ❊

گورنمنٹ کی ملازمت اور "زمیندار"

عدم تعاون کے ایام میں غلط کار لیڈروں اور ناسمجھ ملانوں نے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے جو گڑھے تیار کئے - ان میں سے ایک یہ بھی تھا - کہ گورنمنٹ کی ملازمت کو حرام قرار دے دیا گیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مسلمان جو پہلے ہی ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم ملازم تھے - نوکریاں چھوڑ کر دربدر پھرنے لگے - اور کئی گھرانے اس وجہ سے نان و قیمہ تک کے محتاج ہو گئے - جو ابھی تک گورنمنٹ کی ملازمت کو حرام ہونے کا فتویٰ دینے والوں کی جان کو رو رہے ہیں -

ایسی حالت میں یہ امر افسوسناک ہی نہیں - بلکہ نہایت ہی شرمناک ہے - کہ وہی لوگ جو گورنمنٹ کی ملازمت ترک کرنے اور اسے مذہبی حکم بتانے میں سب سے پیش پیش تھے وہی اب ملازمت دلانے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں - چنانچہ اخبار "زمیندار" جس کے صفحات پر سرکاری ملازمت چھوڑنے والوں کا ذکر نہایت فخر کے ساتھ ہے [illegible] الفاظ میں کیا جاتا تھا - وہ "عدالت عالیہ پنجاب" کی ججی پر سر اقبال کے تقرر کو ضروری قرار دیتا ہوا لکھتا ہے :-

"بعض بارسوخ اور ذی اقتدار حضرات اس کوشش میں سرگرم ہیں - کہ اگر میاں شاہ نواز صاحب جج نہ ہو سکیں تو پھر پنجاب کا کوئی اور شخص بھی اس عہدے پر فائز نہ ہو سکے - بلکہ پہلے کی طرح بیرون صوبہ سے کوئی آدمی طلب کر لیا جائے - اگر یہ افواہ درست ہے - تو اس کے سوا کیا کہا جائے - کہ مسلمانان پنجاب کی بدبختی مستحق ماتم ہے - کیا یہ بے راہ رو اور مطلب پرست لوگ اپنی خفیف حرکات سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں - کہ پنجاب میں کوئی ایسا قانون دان نہیں - جو ججی کی کرسی کو زینت دینے کا اہل ہو - ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں - کہ چند خود غرض انسانوں کے سوا صوبہ بھر کے مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی اس امر کو پسند نہ کرے گا - کہ حکومت ججی کے لئے کوئی آدمی بیرون صوبہ سے طلب کر کے مسلمانان پنجاب کی توہین اور حق تلفی کرے"

اس امر پر زور دیتے ہوئے اخیر پر لکھا ہے :-

"اگر حکومت میں ذرا بھی مردم شناسی کا مادہ موجود ہے - تو ہمیں امید ہے - کہ اسے جج کے انتخاب میں ذرا بھی دقت پیش نہ آئے گی - اور وہ اس عہدے کو حضرت علامہ (اقبال) کی عدیم المثال قابلیت کے قدموں میں بطور خراج تحسین پیش کر دے گی" (زمیندار ۱۴ر اگست)

اس کے متعلق ہم صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں - کہ وہ گورنمنٹ جس کی ملازمت کل تک زمیندار کے نزدیک حرام اور قطعاً حرام تھی - اور جس کے حرام ہونے کے متعلق پانسو علماء نے فتویٰ دیا تھا - آج کیونکر حلال ہو گئی - کہ وہ علامہ اقبال کے لئے ججی کی درخواست کر رہا ہے - پھر جبکہ زمیندار اسے طاغوتی حکومت سمجھتا اور اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا اسلام کو برباد کرنا قرار دے چکا ہے - تو کس منہ سے اسی کی "عدالت عالیہ" کا علامہ اقبال کو جج بنوانے کی سعی کر رہا ہے - افسوس ان لوگوں کا نہ کوئی اصول ہے - اور نہ زبان -

جمعیۃ العلماء اور فتنہ ارتداد

جمعیۃ العلماء ہند اپنے کارناموں میں سے ایک کارنامہ علاقہ ارتداد میں تبلیغ اسلام پیش کیا کرتی ہے - اگرچہ واقف کار اصحاب سے اس کی حقیقت پوشیدہ نہیں - لیکن اگر کوئی شخص زیادہ اطمینان کرنا چاہے تو جمعیۃ العلماء کی ہر جائز و ناجائز طور پر حمایت کرنے والے اخبار سیاست (۲۰ر اگست) کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ کرے :-

"جمعیۃ کے شعبہ تبلیغ نے فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں روپیہ جمع کرنے کیلئے

تنظیم کے علامہ "برق و شرار" کی جناب میں

ہمارے دوست مولانا "برق و شرار" اپنے جواب میں آیات قرآنی دیکھ کر بہت چیکے ہیں۔ شائد عمر بھر میں یہ پہلا ہی تجربہ ہے۔ خیر آہستہ آہستہ عادت ہو جائے گی۔ پھر ہم ان کو تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر کا مصداق نہیں پائیں گے۔

فرماتے ہیں "کہ رسالت نبوت الہام و وحی خلافت یہ سب بے معنی باتیں ہیں۔ کیونکہ ہمیں جناب خاتم الانبیاء کی مشعل ہدایت سے رہنمائی کی توفیق حاصل ہے"۔

جناب من اس مشعل ہدایت تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ ہیں اور الہام قادیان کا دعویٰ الٰہی پر مبنی ہے۔ پس آپ کو روز روشن میں نظر نہ آئے تو حقیقتہً آفتاب را چہ گناہ۔ آپ یہ تو کمال عنایت سے تسلیم فرماتے ہیں۔ "کہ نبوت و خلافت انسانوں ہی کو ملا کرتے ہیں"۔ مگر آپ کے زعم میں "خاتم الرسل کی بعثت کی آیہ بینہ کے بعد رسالت و نبوت کا ہر دعویدار مفتری و کذاب ہے"۔ میں عرض کروں گا کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا تھا۔ پس کیا آیہ خاتم النبیین کا تقاضا یہ ہے۔ کہ کوئی مجدد کوئی مہدی کوئی مسیح موعود نہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو آپ مہربانی فرما کر یہی مسائل معرض بحث میں لے آئیں۔ یا ان کے لئے بھی ضرورت اور فرصت کا سوال ہے "ہمہ و ہمہ اور" حرف "اختراعی" کے لئے موقعہ بھی ہے۔ گنجائش بھی ضرورت بھی۔ اور یہ بھی فرما دیجئے۔ کہ وہ لوگ جن کا عقیدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یہ تھا۔ کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ وہ بھی کسی مدعی رسالت من بعد حضرت یوسف کے دعویٰ پر حسب مذہب و مسلک جناب توجہ نہ فرمانے میں حق بجانب تھے یا نہیں۔ اس کا جواب ضرور دیجئے گا۔ تا کہ حضرت خاتم النبیین پر ایمان موجب نجات ہونے کا سوال بھی حل ہو جائے۔ اور ہاں جو فرقہ خود جناب رسالتمآب کی بعثت کے وقت ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا کہتے ہیں آپ کا ہم نوا تھا۔ آپ ہوتے تو آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں ان کا بھی ساتھ دیتے۔

اگر یہ لوگ غلطی پر تھے۔ تو کیا ممکن نہیں کہ آپ بھی اپنے اس خیال میں غلطی پر ہوں۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ ایسے مسئلہ کو بے پرواہی بے اعتنائی سے ٹھکرا کر اپنی نجات کو معرض خطر میں نہ ڈال دیں۔ بلکہ نسمع او نعقل پر عمل فرمائیں تا لو "کنا" اس سے پہلے نہ لگانا پڑے۔

آپ کس ادا سے یہ گلفشانی فرما گئے "کہ اب آ تو بعض عقل باختہ انسانوں کی مسخرہ خیز حرکات کا تماشا دیکھنے کا وقت ہے"۔ آہ میرے دوست! یہ تماشا مضحکہ کا دونوں طرف ہے۔ کا آدم سے لے کر ایں دم تک عاشقان پاک طینت نے دکھایا اور دکھاتے رہیں گے۔ مگر ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون۔

ایک اور آیت بھی سن لیجئے شاید دل پر اس کلام پاک کا کچھ اثر ہو۔ ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون۔ واذا مروا بهم یتغامزون۔ واذا انقلبوا الی اهلهم انقلبوا فکهین واذا راوهم قالوا ان هؤلاء لضالون وما ارسلوا علیهم حافظین فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون۔ میرے دوست کفار کے سر پر سینگ نہیں ہوتے انسان کو اس کے اقوال و افعال ہی کسی فرقے میں شامل کرتے ہیں۔ سچ کہئے یہ آیات کس پر چسپاں ہو رہی ہیں۔

آپ نے ہمیں عقل باختہ کہہ دیا۔ مگر یہ زبان کس کی ہے۔ یہ قول کن لوگوں کا ہے۔ آپ کے بھائی بند آپ سے زیادہ جرأت رکھتے تھے۔ دیکھو کہتے ہیں۔ یا ایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون۔ اے وہ جسے دعویٰ ہے۔ کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے بے شبہ یقیناً تو عقل باختہ ہے۔ پس پہلے بھی ایسے لوگ ہو چکے ہیں جنہیں اپنی عقل پر ناز تھا۔ جو دوسروں کو عقل باختہ کہتے تھے آپ تو یہ مانتے ہیں۔ کہ انعام خلافت و نبوت انسانوں ہی کو ملا کرتا ہے۔ مگر حلوہ خوردن را روئے باید کیا آپ کو یاد نہیں کبھی کریم ایسی خاتم کمالات نبوت خاتم کمالات انسانیت بزرگ و پاک ہستی کی شخصیت کو دیکھ کر بھی کہنے والوں نے کہہ دیا۔ واذا راوک ان یتخذونک الا هزوا اهذا الذی بعث الله رسولا اے نبی جب تجھے دیکھ لیتے ہیں۔ تو مسخر ہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ کیا یہی وہ صاحب ہیں جو اللہ کے رسول بنتے ہیں۔ کیا یہ ہے وہ جسے اللہ نے رسول مبعوث کیا۔ یہ حقارت تھی۔ ان کے دلوں میں حلوہ خوردن را روئے باید تو اس سے نرم فقرہ ہے۔ پس یہ کہہ کر بھی آپ نے کوئی طرّا تیر نہیں مار لیا۔ اپنے بزرگوں سے دو قدم پیچھے ہی رہے۔

آپ کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔ فرماتے ہیں ہم رسالت و نبوت کا دعویٰ کر دیں تو آپ اننا سمعنا منادیا پکار اٹھیں گے۔ حضرت آپ سنجیدگی سے دعویٰ فرما دیں۔ پھر ہمارا طرز عمل دیکھ لیں۔ انشاء اللہ مومنوں کے مطابق ہو گا۔ آپ کی طرح نہیں۔ کہ جو قول ہو اسی مضمون کی آیت قرآن مجید سے کفار کے بارے میں مل جائے۔ اے کاش آپ سوچیں۔ کہ کیوں کفار کی زبان آپ کے منہ میں آ گئی۔ ایک مومن کی شرم کیلئے تو یہی کافی ہے کہ اس کے منہ سے مقابلہ میں ایسی بات نکلے جو کفار کی زبان سے بمقابلہ رسل نکلتی تھی۔

آپ آنحضرت صلعم کی خاکپا ہونے کو ذریعہ نجات خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ امر واقعہ ہوتا۔ تو رسول کریم صلعم کی عزت دینا جہاں پر ثابت کرنے والے کے آپ دشمن نہ ہوتے۔ آپ کو اصرار ہے کہ ہم احمدیوں کو مرزائی اور قادیانی کہنے میں حق بجانب ہیں۔ مگر نہیں سوچتے۔ کہ مرزا تو دنیا میں بہت ہیں۔ مغل کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ ہم نے حضرت احمد مرسل کو مرزا ہونے کی وجہ سے نہیں مانا۔ پس ہمیں مرزائی کہنا یعنی چہ۔ قادیان میں ہندو بھی رہتے ہیں۔ سکھ بھی چوہڑے بھی قادیانی کہنے سے آپ کا کیا منشاء ہے۔ ہاں ہمارے ہادی کا نام احمد تھا۔ اسی نام سے وہ بیعت لیتا تھا۔ اسی نے ہم بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لا ڈالا۔ حقیقی اسلام دکھایا۔ اسپر چلایا۔ پس ہمیں "احمدی" کہو۔ ان کی طرف نسبت کو ہم اپنی ذلت کیوں سمجھنے لگے۔ ہماری روحوں کا ذرہ ذرہ اس طور ہدایت پر فدا ہے۔ ہم اسکے اور وہ ہمارا۔ صلی اللہ علیہ علیٰ مطاعہ۔ (اکمل)

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳

قالوا ما اخلفنا موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینة القوم فقذفنها فکذلک القی السامری فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار (طٰہٰ ع ۴)

اس آیۃ کریمہ کا ترجمہ مولوی نذیر احمد خاں صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے۔ "انہوں نے کہا۔ کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے ساتھ عہد شکنی نہیں کی۔ بلکہ ہم کو یہ معاملہ پیش آیا۔ کہ قوم کے زیوروں کا بوجھ جو ہم پر لاد دیا گیا تھا۔ اب (سامری کے کہنے سے) ہم نے انکو آگ میں لا ڈالا۔ اور اسی طرح سامری نے بھی (اپنے پاس کا زیور لا) ڈالا۔ پھر سامری ہی نے لوگوں کے لئے اس کا ایک بچھڑا بنا کر نکال کھڑا کیا جس کی آواز بھی بچھڑے کی سی تھی۔ اور جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سامری سے جواب طلب کیا۔ تو اس نے اپنے قصور کا صاف اقرار کیا۔ اور قانون کی زد سے بچنے کے لئے وہ کوئی بات نہ بنا سکا۔

پھر مولوی صاحب کے عذر کا بطلان اس سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جرم کے ثابت ہونے پر اس کو سزا بھی دی۔ اور اس کا جواب سننے کے بعد اس کے خلاف فیصلہ بھی کیا۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے۔ قال فاذهب فان لک فی الحیوة ان تقول لا مساس وان لک موعدا لن تخلفه۔ "چل اس زندگی میں تو تیری یہ سزا ہے۔ کہ کہتا پھر کہ دیکھو مجھے کوئی چھو نہ جانا۔ اور اس کے علاوہ تیرے لئے ایک وعدہ اور ہے۔ جو کسی طرح تجھ پر سے ٹلے گا نہیں"۔ پس مولوی صاحب کا یہ عذر غلط ہے۔ کہ اس نے عبداللہ بن ابی کی ... طرح قانون کی زد سے اپنے تئیں بچا لیا۔ اس پر عدالت نے فرد جرم لگایا۔ اور اس کو سزا بھی دی۔ مگر وہ سزا قتل کی نہیں تھی۔ بلکہ لامساس کہنے کی سزا تھی۔

لہ انہوں نے حق سے قطع تعلق کیا۔

اٹلی سے افغانستان کی معافی

پر اخبارات کی آراء

افغانستان کے اٹلی سے نہ صرف معافی مانگنے بلکہ ایک خاص رقم بطور تاوان ادا کرنے اور اپنے ایک اعلےٰ پولیس افسر کو موقوف کر دینے کی خبر پر ہندوستان کے مسلمان اخبارات تو شش و پنج میں پڑ گئے ہیں۔ ان کا دل اس خبر کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں اور انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اب کریں تو کیا کریں۔ اگر ان کی طرف سے اس بارے میں اظہار خیال ہوا۔ تو اسے پھر پیش کیا جائیگا۔ فی الحال بعض ہندو اخبارات کے اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔

(۱)

اخبار ملاپ ۲۱ ر اگست لکھتا ہے:۔

افغانستان نے گذشتہ ایام میں اٹلی کے ایک باشندے مسمی موسیو پیرنو کو اپنے زمانہ جہالت کے تیار کردہ ملکی قانون کی رُو سے شہید کر دیا تھا۔ اطالیہ نے اس طرح کے سفاکانہ جرم کی اطلاع پاتے ہی افغانستان کو معذرت مانگنے اور تاوان ادا کرنے کے لئے لکھا۔ ابھی غریب افغانستان عذر خواہی کا طریقہ ہی سوچ رہا تھا۔ کہ زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خاں بلا طلب میدان میں کود پڑے۔ اور آنریری وکیل کی حیثیت سے انہوں نے زمیندار کے کئی صفحات سیاہ کر دیئے۔ اب رویٹر سے ۱۸ ر اگست کی تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ افغانستان نے اپنے فعلِ ناہنجار کے لئے نہ صرف معافی مانگ لی ہے۔ بلکہ متعلقہ فوجدار پولیس کو بھی برخاست کر دیا ہے۔ اور چھ ہزار پونڈ تاوان ادا کر دیا۔ کاش حکومت ہند بھی کابل میں سنگسار شدہ احمدیوں کے قتل کے متعلق اطالیہ کے ہمقدم چلتی اور افغانستان کو معصوم اشخاص کو سنگسار کرنے کے لئے مناسب زجر و تنبیہ کرتی

جب افغانستان نے معافی مانگ لی ہے۔ ہم کو پورا یقین ہے۔ کہ مولانا ظفر علی کے وہ کاغذی ہوائی جہاز جو کہ افغانستان کی حمایت میں اطالیہ کی گوشمالی کے لئے روانہ ہو چکے تھے اب واپس کرم آباد میں منگوا لئے جائیں گے۔ اور اسی کاغذی میگزین میں ٹھونس دیئے جائیں گے۔ جہاں وہ رکھے جانے کے مستحق ہیں۔

(۲)

اخبار ہندو ۲۲ ر اگست رقمطراز ہے:۔

جب ایک اٹالین کے کابل میں پھانسی دیئے جانے پر جس نے ایک پولیس مین کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ اس سے خونبہا وصول کر لیا گیا تھا۔ اٹلی نے افغانستان کو الٹی میٹم دیا۔ تو معاصر زمیندار نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور ایک ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک افغانستان کی عظمت و شان اور اٹلی کی مذمت اور ہجو میں سلسلہ مضامین جاری رکھا تھا۔ جن میں یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ اٹلی چیز کیا ہے۔ اس کی ہستی خیبر افغانستان کے سامنے ایک لومڑی سے بھی کم ہے۔ سابر صاحب اس کی گیدڑ بھبکیوں میں کب آسکتے ہیں۔ مگر جب سنور مسولینی وزیر اعظم اٹلی نے روم کے افغانی بینک کا روپیہ ضبط کر لیا۔ اور اسلحہ کا جہاز روک لیا۔ اور دو ہزار پونڈ تاوان کا مطالبہ کیا۔ تو کچھ دن خاموشی رہی۔ مگر آخر وہی کابل نے کیا جو ایک دور اندیش گورنمنٹ کو کرنا چاہیئے تھا یعنی اٹلی کے سفیر سے وزیر خارجیہ افغانستان نے معافی بھی مانگ لی اور ۶ ہزار پونڈ تاوان بھی ادا کر دیا۔ تب کہیں جا کر اٹلی کی تسلی ہوئی۔ اب دیکھیئے زمیندار کیا گل فشانی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ کابل کا وکیل بن بیٹھا تھا۔ اور بہت کچھ لن ترانیاں ہانکتا تھا۔

(۳)

اخبار پرتاپ ۲۲ ر اگست لکھتا ہے:۔

قادیان کے خلیفۃ المسیح کی دعا یا بدعا کارگر ہوئی۔ افغانستان کو اٹلی کے مقابلہ پر ذلیل ہونا پڑا۔ نہ صرف اسے معافی ہی مانگنی پڑی۔ بلکہ احتمانہ بھی ادا کرنا پڑا۔

(۴)

اٹلی اور افغانستان میں جو مناقشہ رونما ہوا اس کے متعلق زمیندار نے اٹلی کو یوں صلواتیں سنائیں "مغربی قوموں کی عادت میں داخل ہے۔ کہ اپنے رعب ملوکیت کو قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کی غلط بیانی کو بھی روا رکھا کرتی ہیں۔ ایک اطالوی انجنیئر کو حکومت افغانستان نے جرم قتل کی پاداش میں سزائے موت دیدی۔ اس پر اٹلی کا خدائی فوجدار مسولینی اس قدر مشتعل ہو گیا۔ کہ اس نے افغانستان کو بعض بیہودہ شرائط کی تکمیل کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں"۔

"زمیندار" لکھتا ہے۔ کہ افغانستان نے اسکا جواب صاف دیدیا۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا درست کیا۔ اور کہ ہم کبھی بھی تلافی کے لئے آمادہ نہیں ایک مسلمان فرمانروا کے خوددارانہ الفاظ نے اٹلی کے اس "سرپھرے" وزیر اعظم کا دماغ درست کر دیا۔ چنانچہ اب اس کی گردن خم ہو چکی ہے"۔

لیکن مولانا "زمیندار" کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی۔ اور ندامت سے بدن پسینہ پسینہ ہو جائیگا۔ جب دہلی دروازہ کے "کفر الملت" صاحب رائٹر کا یہ تار پڑھیں گے "افغانستان نے معافی مانگ لی۔ کابل کے پولیس کمانڈر کو برطرف کر دیا۔ اور ۶ ہزار پونڈ بطور تاوان اٹلی کی خدمت میں بھیج دیا"۔

امیر افغانستان نے غلطی کی۔ جو اس قدر بیہودہ شرائط منظور کر لیں "سرپھرے" وزیر اعظم کے سامنے سر جھکانے میں "خوددار اسلام" کی ہتک ہے۔ لیکن آخر امیر کابل کیا کرتا۔ اس نے اسبات کا ثبوت دینا تھا۔ کہ "اب اٹلی کی گردن خم ہو گئی ہے" چنانچہ ۶ ہزار پونڈ ادا کر کے ہی دینا پڑا۔ زمیندار کا سیلاب تو اتر گیا ہے۔ زمیندار کو اب چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے دہلی اور امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آنکھ کی بے نظیر دوائی

حضرت حافظ حکیم نور الدین اعظم مغفور کا نسخۂ لاجواب

یکصد روپیہ انعام

ہم ڈاکٹروں اور تمام دیگر اصحاب کے امتحان۔ اطمینان۔ اور تسلی کے لئے ہر قسم کا ثبوت پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار اور ذمہ وار ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ یہ دوائی ککروں کے لئے خاص طور پر اکسیر کا حکم نہیں رکھتی۔ اور دیگر امراض چشم کے لئے مفید نہیں۔ تو ایسے شخص کو یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا اس کے استعمال سے ککرے۔ درد۔ دھند۔ پڑبال۔ کھجلی وغیرہ بفضلہ تعالےٰ فوراً رفع ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمایئے

متاب از سرمہ رُو گر دوستی چشم بیا مد
کہ عاقل از دل و جاں دوست دارد چشم بینا را

فی پڑیہ ۲؍ ۔ فی تولہ ایک روپیہ۔ نوٹ ہر شہر و قصبہ میں ایجنٹ درکار ہیں۔ جن کو ۵۰ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

مشہدی تحفے

معزز حضرات ہم نے یہاں پر اعلیٰ قسم کا مشہدی مال مثلاً لنگیاں قناویز اور رومال وغیرہ کا بندوبست کیا ہے۔ مال خدا کے فضل سے نہایت اعلےٰ اور دیانتداری سے روانہ کیا جاویگا۔ نرخ لنگی ۱۲ؔ فی گز۔ قناویز ۲ فی گز۔ رومال ریشمی مشہدی ۱۲ سے للعہ تک۔ لنگی چھ گز اور جس رنگ کی درکار ہو ہمراہ آرڈر تحریر فرماویں۔ لنگیوں کا رنگ سلیٹی سیاہ سفید حاشی، سیاہ حاشی سلیٹی حاشی ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے ہم یہاں سے اعلیٰ قسم کا خشک۔ قندھاری فروٹ مثلاً کشمش۔ بادام۔ پستہ۔ زرد آلو وغیرہ بالکل واجبی قیمت پر ارسال کر سکتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ مال بذریعہ وی پی یا پیشگی قیمت آنے پر روانہ کیا جاوے گا۔ المشتہر

محمد اسماعیل احمدی منیجر احمدیہ سپلائنگ ایجنسی سورج گنج بازار کوئٹہ بلوچستان

صبغۃ اللہ

اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہونے اور روحانی علوم حاصل کرنے کی کتاب) اس میں رب العالمین کے جملہ اسمائے مبارکہ کی تمام فہم تشریح۔ اللہ تعالےٰ کے ہر اک نام کا ایک عنوان ڈالکر اس کے حقیقی معانی و مطالب کو واضح کیا گیا ہے اور ہر نام کے ماتحت نہایت جامع الفاظ میں ہدایات لکھی ہیں۔ بنی نوع کی بہبودگی کی خاطر نصیحت آمیز پیرایہ اور صوفیانہ لہجہ میں بھائی عبد الرحیم صاحب نے

ہندوستان کی خبریں

شملہ ۲۲ راگست۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں پریذیڈنٹ اسمبلی کا انتخاب ہوا۔ اور مسٹر پٹیل اسمید وار سوراجیہ پارٹی ۵۸ رائے سے پریذیڈنٹ اسمبلی منتخب ہوئے۔ مسٹر رنگا اچاریہ کو ۵۶ رائیں ملیں۔ نتیجہ کا اعلان ہونے پر سب سے پہلے رنگا آچاریہ نے اپنے کامیاب رقیب کو مبارکباد دی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے مسٹر پٹیل نے کہا۔ میرے اہل وطن نے میری قدر افزائی کی ہے۔ اس سے میں بخوبی آگاہ ہوں اور میں اپنے اس اعلیٰ عہدہ کی بڑی ذمہ واریوں کو محسوس کرتا ہوں۔ میں صدق دل سے اس امر کی کوشش کروں گا کہ میں ہر دل عزیز اسمبلی کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھنے کی کوشش کروں ؃

شملہ۔ لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے کے وقت ۲۲ راگست کی صبح کو اسمبلی چیمبر کے بڑے دروازے پر مالی کو ایک بمب رکھا ہوا ملا جسے اس نے اٹھا لیا اور جب وہ اسے پولیس افسر انچارج کے پاس لے جا رہا تھا تو پھٹ گیا۔ جس سے ایک شخص کے کپڑے جل گئے۔ مگر اس کو زخم نہیں لگے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بمب میں کوئی مہلک چیز نہ تھی اور مذاقاً رکھا گیا تھا ؃

یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سر میلکم ہیلی کا ارادہ ہے کہ پانی پت کے معاملے کے متعلق موقعہ پر تحقیقات کرنے کیلئے وہ اضلاع رہتک و کرنال کا دورہ کریں ؃

خبر ہے۔ لاہور میونسپلٹی نے چند مضامین کی بنا پر جن میں اخبار "سنڈے ٹائمز" میں وقتاً فوقتاً میونسپلٹی کے خلاف نکتہ چینی کی گئی ہے دعویٰ دائر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور کاغذات مشیر قانونی کے پاس بھیج دیئے گئے ہیں ؃

حکومت ہند نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو فوجی محکمہ کے لئے سامان ہندوستان سے خریدا جائے۔ تاکہ جنگ کے وقت ہندوستانی سوداگر اس امر کے قابل ہوں کہ وہ غیر ممالک سے آنی والی اشیا کے مساوی اس جگہ مہیا کر سکیں۔ اس لئے فوجی محکمہ کی تمام متعلقہ شاخوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ زمانہ امن کی ضروریات دیسی ذرائع سے حاصل کریں ؃

ہز اگزالٹڈ ہائی نس شہریار دکن نے شہزادہ محمد عمر خاں صاحب کے نام جو امیر عبدالرحمٰن خاں صاحب سابق امیر کابل کے بیٹے ہیں۔ پانسو روپیہ ماہوار کا وظیفہ مقرر فرمایا ہے۔ شہزادہ صاحب موصوف تھوڑا ہی عرصہ ہوا کابل سے بھاگ کر ہندوستان آئے ہیں ؃

کلکتہ کے مسلمانوں نے ایک جلسہ کر کے گورنمنٹ کے پاس کارپوریشن کلکتہ کے اس فیصلہ کے خلاف درخواست بھیجنے کی تجویز پاس کی ہے جو مسلمان پیر کی قبر اکھیڑنے کے متعلق کیا گیا ہے۔ اس فقیر کو نیو مارکیٹ میں کارپوریشن کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا تھا ؃

مس لینا سینما ایکٹرس پر امرتسر میں ناچتے وقت جن اشخاص نے حملہ کیا تھا ان میں سے ایک کو تین سال قید سخت اور چھ کو ایک ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے ؃

اخبار ملاپ لکھتا ہے شیخوپورہ کے ڈپٹی کمشنر ملک زمان مہدی خاں کے خلاف گورنمنٹ نے بعض شکایات کی تحقیقات کرائی ہے اور رپورٹ گورنمنٹ کو پہنچ چکی ہے ؃

راولپنڈی کے ایک معزز ہندو کو مری میں دو گوروں نے بلا وجہ زدو کوب کیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی نے انہیں مجرم پا کر چھ ماہ کی سخت قید اور پانصد روپیہ جرمانہ تین ماہ کی قید سخت اور ۲۵۰ روپے جرمانہ کی سزا دی تھی۔ جو اپیل کرنے پر زیر ضمانت رہا کئے گئے۔ لیکن ۲۲ تاریخ جب ان کی پیشی تھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ دونو جہاز جنیوا پر سوار ہو کر بمبئی سے روانہ ہو گئے ہیں۔ مستغیث نے بے تار برقی کے ذریعہ انہیں روکنے اور واپس ہندوستان لانے کی درخواست دی ہے ؃

چودھری چھوٹو رام وزیر زراعت پنجاب کو ہی اسر میاں فضل حسین کی جگہ وزیر تعلیم مقرر کیا گیا ہے۔

تجارتی رپورٹ بنگال مجریہ ۱۹۲۴-۲۵ء سے مظہر ہے۔ کہ جرمنی کی تجارت نے پھر ہندوستان میں کافی رسوخ حاصل کر لیا ہے۔ کلکتہ میں جرمنی سے ۲ کروڑ ۵ لاکھ روپیہ کا مال آیا۔ سب سے زیادہ ترقی لوہے کے مال میں ہوئی جو ۷۱ لاکھ کی بجائے ۸ لاکھ روپیہ کا آیا ؃

حاجیوں کا آخری جہاز بندرگاہ کراچی میں پہنچ گیا۔ یہ جہاز چارسو کے قریب حاجی لے کر آیا۔ جن میں سے اکثر مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو آئے ہیں ؃

جیوتش چندر دت نامی ایک پچیس سالہ بنگالی نوجوان کو سی آئی ڈی نے ڈھاکہ میں گرفتار کیا۔ یہ نوجوان انقلاب پسند جماعت کا ایک رکن ہے۔ اور بنگال آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کئے جانے والا تھا کہ فرار ہو گیا۔

بنگال کی قانونی کونسل سے عورتوں کو حق رائے دہندگی عطا کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار مقیم کالی کٹ رقمطراز ہے کہ ایک اعلیٰ خاندان کی ہندو عورت کا خاوند آریہ سماجی بن گیا۔ اور اس نے اچھوت ذات کے لوگوں سے میل ملاپ شروع کر دیا۔ اس بات سے رنجیدہ ہو کر مذکورہ عورت نے خودکشی کر لی ہے ؃

شملہ ۲۰ راگست سر محمد حبیب اللہ دہلی یونیورسٹی کے پرو چانسلر مقرر ہوئے ہیں ؃

سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ خان بہادر سر محمد حبیب اللہ صاحب تین ماہ کی رخصت پر چلے گئے ہیں۔ اور آپ کی جگہ خان بہادر میاں سر فضل حسین عارضی طور پر وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ممبر ہوں گے ؃

کپتان ایڈورڈ آف پشاور نے لاہور کے اخبار ملاپ پر ۱۵ ہزار کا دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی کے سلسلہ میں بطور تاوان کیا ہے ؃

نومبر کے مہینہ میں افواج شمالی ہند کے فوجی کرتب ہونگے۔ چار روز تک رات دن برابر جنگ جاری رہے گی۔ ایک جانب میجر جنرل سر لوئنس واگن ہوں گے۔ اور دوسری جانب میجر جنرل آر ایس کیلز ہونگے۔ جنرل واگن کے ہمراہ اتنی ہی پیادہ فوج ہوگی جتنی دہلی کی مصنوعی جنگ میں تھی۔ جنرل کیسلز کے پاس رسالے سلیح کارین اور ٹینکیاں ہونگی۔ جنرل واگن کے پاس موجودہ زمانہ کی جملہ سامان باربرداری ہونگے مگر آپ کے مخالف کے پاس اونٹوں کے رسالے ہونگے۔ جو باربرداری کا سب سے بہترین انجن اب تک سمجھا جاتا ہے۔ جنرل کیسلز مقام اٹک پر دریائے سندھ کو عبور کر کے پنجاب پر حملہ آور ہوں گے۔

شاہ و ملکہ بلجیم ۷ ار ستمبر سے ۱۵ ار اکتوبر تک ہندوستان کی سیر فرماویں گے۔ شاہی مہمانوں نے گورنمنٹ سے یہ خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ ان کی یہ سیر محض تفریحاً پرائیوٹ سمجھی جاوے اور کسی قسم کی سرکاری رسومات یا طمطراق کو اس میں دخل نہ دیا جائے۔ شاہ و ملکہ بلجیم اغلباً آگرہ۔ دہلی۔ لکھنو۔ بنارس اور دارجلنگ کی سیر فرمائیں گے ؃

لنڈن کی ایک اطلاع ہے۔ کہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کینیڈا جا رہے ہیں۔ انکے ہندوستان آنے کی خبر کی تردید کر دی گئی ؃

بغداد ۲۰ راگست۔ بروز سہ شنبہ تمام رات اور بروز چہار شنبہ صبح تک شہر بصرہ کے نہایت گنجان حصہ میں جہاں غریب لوگ زیادہ رہتے ہیں آگ لگی رہی جس سے محلے کے محلے جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اگر فائر بریگیڈ اور فضائی فوج نے مدد نہ کی ہوتی تو معلوم نہیں آگ کس قدر بھڑک اٹھتی۔

زنجوان چین سے انجمن مبلغین مسیحیت کے نام ایک بجری تار آیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ ۱۶ راگست کو ۱۱ انگریز مبلغین کو ڈاکو پکڑ کر لے گئے۔ مبلغین میں ۵ عورتیں بھی ہیں۔ گرفتار شدگان میں ریورنڈ موویل بھی ہیں ؃